(خطبۂ حجۃ الوداع)

احکام الٰھی، حقوق انسانی کا جامع منشور

ڈاکٹر (مفتی) محمد شمیم اختر قاسمی

نبی اکرم ﷺ کی زندگی کے آخری ۲۳ سال جس میں آپ ﷺ نے کارنبوت انجام دیا، اس میں بھی بالخصوص مکی زندگی بڑی صبر آزما اور تکلیفوں سے بھری ہوئی ہے۔ اس عرصے میں ایک پر ایک مشکلیں اور پریشانیاں سامنے آئیں، جن کا آپ ﷺ نے خندہ پیشانی اور حکمت سے مقابلہ کیا۔ چونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اپنا آخری نبی منتخب کیا تھا اور پوری دنیا کیلئے اسوہ ونمونہ بنایا تھا۔ اس لیے آزمائشیں بھی آپؐ کی زندگی کا جزء بن گئی تھیں۔ کارنبوت انجام دیتے ہوئے جتنے کٹھن مراحل سے اپ کو گزرنا پڑا اتنا انبیائے سابقین میں سے کسی کے بھی حصہ میں نہ آیا۔ اس لیے اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ ﷺ کے مقام ومرتبہ کو تمام انبیاء سے بلند کردیا۔

" **ورفعنا لک ذکرک**" اور اسی آپ وجہ سے آپ ﷺ کو" **رحمة للعالمین** " کے خطاب سے بھی نوازا۔

نبی اکرم ﷺ نے اپنی وفات سے ۲۲/ سال قبل کارنبوت کا آغاز، کوہ صفا سے کیا تھا۔ آپ ﷺ کی خدالگی باتیں اہل مکہ کے کانوں تک پہنچیں تو وہ آپ کے مخالف اور جان کے دشمن بن گئے۔ پھر بھی آپ ﷺ نے اپنے فرائض کو انجام دینے میں کسی طرح کی کوئی کمی نہ کی۔ مخالفت کی انتہا ہوگئی تو بادل نخواستہ آپ ﷺ کو اپنے اصحاب کے ساتھ مدینہ ہجرت کرنا پڑا۔ لیکن یہ عجیب بات ہے کہ جس کام کا آغاز آپ نے مکہ کے کوہ صفا سے کیا تھا اور شدید مجبوری کی بناء پر اللہ کے حکم سے نقل مکانی کی تھی اس کی تکمیل بھی وہیں آکر ہوئی اور ٹھیک اسی مقام پر ہوئی، جسے میدان عرفات کہا جاتا ہے۔ یہیں آپ ﷺ نے اپنا تاریخ ساز خطبہ دیا، جسے ''حجۃ الوادع'' کہا جاتا ہے، اس خطبہ کے بعد قرآن کریم کی مندرجہ ذیل آیت نازل ہوئی جس میں تکمیل دین کی صراحت کی گئی ہے:

"**الیوم اکملت لکم دینکم وأتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا**". (المائدہ : ۳)

(آج ہم نے تمہارے دین کو تمہارے لیے مکمل کردیا اور اپنی نعمت تم پر تمام کردی اور تمہارے لیے اسلام کو دین کی حیثیت سے قبول کرلیا ہے)۔

۲۳ سال کی مدت میں قرآن کریم نازل ہوا۔ اس میں ان تمام احکام کو بیان کردیا جن سے انسانیت ہدایت ورہنمائی حاصل کرسکتی اور نشان راہ متعین کرسکتی ہے، اس میں ان چیزوں کی بھی نشان دہی کردی گئی ہے جن سے دنیا میں عروج وزوال اور انقلاب برپا ہوگا، گویا کہ یہ پورا عرصہ احکام خداوندی کے نزول کا تفصیلی زمانہ ہے۔ اس میں اللہ کے رسول ﷺ کا عمل یہ رہا کہ جو کچھ خدا کی طرف سے نازل ہوتا پہلے خود اس پر عمل کرتے پھر اسے اس کے بندوں تک جوں کا توں پہنچا دیتے۔

احکام خداوندی کا نزول حسب ضرورت گاہے گاہے ہوتا رہا ہے فتح مکہ کے بعد قریب قریب کارنبوت کی تکمیل بھی ہوگئی تھی، اس کے بعد ۱۰ھ میں آپ ﷺ صحابہ کرام کی ایک بڑی جماعت کے ساتھ حج ادا کیا اور آپ ﷺ نے انسانی حقوق کے تحفظ کا عالمی وابدی خطبہ دیا

جس میں پورے ۲۳ سالہ تعلیمات الٰہی کا خلاصہ آ گیا ہے۔آپ ﷺ نے جس عہد، ماحول اور حالات میں خطبہ دیا وہ آج کے عہد سے بالکل مختلف تھا۔امتداد زمانہ کے ساتھ اس کی اہمیت وافادیت میں اضافہ ہی ہوتا جاتا ہے اور معنویت بڑھتی جا رہی ہے، اس وقت دنیا کی جو حالت تھی اس کا اندازہ مندرجہ ذیل اقتباس سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے:

''آج سے ۱۴سو برس پہلے جب کہ پیغمبر انسانیت نے اپنا انقلاب ارشاد فرمایا تھا اس وقت کی آباد دنیا بہرحال آج کل کی طرح وسیع نہ تھی امریکہ کے دونوں براعظم ہنوز گوشۂ گمنامی میں تھے، اسٹریلیا دریافت نہ ہوا تھا، افریقہ کے بڑے حصے پر آفتاب تمدن کی روشنی نہ پہنچ سکی تھی، ایشیاء و یورپ کے انتہائی شمالی علاقے اجاڑ اور غیر آباد تھے۔ہاں البتہ عرب، چین، ہندوستان، ایران، عراق، شام، مصر، مغرب اقصیٰ، حبشہ، یونان، اطالیہ، فرانس، اسپین، جنوبی روس، بحیرہ بالٹک کا مشرقی اور جنوبی حصہ جٹ لینڈ، اسکینڈے نیویا اور برطانیہ وغیرہ میں اگرچہ تہذیب وتمدن کی روشنی موجود تھی، مگر کہیں تیز کہیں مدھم، یعنی یہ ظاہر ہے کہ ہر جگہ نہ تہذیبی ترقی یکساں ہوئی تھی نہ سیاست، مذہب اور اخلاق و معاشرت کا حال ایک جیسا تھا''(۱)

اختلاف روایت کے باوجود ایک لاکھ سے زائد افراد نے اس خطبے کو سنا، اس اجتماع میں نہ صرف انتہائی اجڈ قسم کے دیہاتی وبدوی موجود تھے۔بلکہ وہ لوگ بھی تھے جو عرب کے انتہائی اعلیٰ واشراف شمار کیے جاتے تھے اور جو خود اپنے قبیلے یا خاندان کے سربراہ وسردار تھے، اس میں وہ لوگ بھی تھے جو علم وتقویٰ میں بڑی بلندی پر فائز تھے اور در رسولؐ کے ساختہ، پرداختہ اور تربیت یافتہ تھے۔اختتام خطبہ پر پورے مجمع نے بیک آواز وزبان کہا بے شک آپ ﷺ نے اللہ کے احکام کو ہم تک پہنچا دیا اور اسے ہم دوسروں تک پہنچائیں گے۔اس اقرار کا عملی نمونہ بھی آپ کے اصحاب نے آپ کی زندگی میں اور آپ کے دنیا سے رحلت کر جانے بعد پیش کیا، جس کیوجہ سے اسلام مختصر مدت میں دنیا کے انتہائی دور دراز خطوں میں پہنچ گیا، جس کی ایک جھلک مندرجہ ذیل اقتباس میں دیکھی جا سکتی ہے قاضی اطہر مبارک پوری لکھتے ہیں:۔

''دوسری صدی ہجری کے آخر ہی میں اسلام مغرب میں اندلس تک اور مشرق میں ہندوستان اور سندھ تک پہنچ چکا تھا۔ایشیا، افریقہ اور یورپ تینوں براعظموں پر اس کا سایہ پڑ رہا تھا اور ان کے شہروں سے لے کر میدانوں تک میں یقین وعمل کی بیداری پیدا ہو رہی تھی، مجاہدین اسلام اپنے جھنڈوں کے سایہ میں آگے بڑھ رہے تھے ان کے پیچھے علماء اسلام نے کتاب وسنت اور اپنی علوم کی بساط بچھاتے جاتے تھے اور عوام اسلام کے زیر سایہ امن وامان کی زندگی بسر کر رہے تھے۔ہر طرف اسلامی قدریں ابھر رہی تھیں، شہروں اور ابادیوں میں اسلامی تہذیب وثقافت کا چرچا ہو رہا تھا، عباد وزہاد کا مشغلہ زہد وتقویٰ، علماء ومحدثین کا حلقہ درس، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا زور، کفر وشرک کے اندھیروں میں توحید ورسالت کی روشنی اور مشرق سے لے کر مغرب تک ایک نئی قوم کا وجود، یہ تمام باتیں پوری دنیا کو اقبال مندی کا مژدہ سنا رہی تھیں اور اس نئے دور میں مسلمانوں کی دینی، علمی، فکری، ایمانی اور اسلامی قدریں پورے التزام ونشاط کے ساتھ اُبھر رہی تھیں، مغرب اقصیٰ اور اندلس سے لیکر خطا اور سندھ تک امت واحدہ کی تشکیل ہو رہی تھی۔سندھ سے گزر کے ہندوستان

کے بہت سے علاقے پہلی صدی ہجری کے آخر تک اسلام کے زیرنگیں آچکے تھے، بنی امیہ کے حکام وعمال اوران کے بعد بنوعباسیہ کے حکمران سندھ پرقابض ودخیل تھےاور یہ علاقہ اسلامی خلافت کے ماتحت عالم اسلام کاایک قانونی حصہ قرار پاچکا تھا''۔(۲)

اس ابدی منشور (خطبہ حجۃ الواع) کے نافذ ہوتے ہی قوموں وملکوں کی حالت بدل گئی۔تہذیب وتمدن نے نئے جلوے دیکھےاورذہن وفکرکونئی روشنی ملی۔لیکن تاریخ اسلامی کےطویل عرصہ کے بعدحالات نے رخ بدلا،لوگوں کےاندردولت کی بے جامحبت اورخودغرضی آئی اور باطل حکومتوں کاوجودعمل میں آیاتواس الٰہی ونبوی منشورجس میں نہ صرف حقوق انسانی کااحترام ملحوظ ہے بلکہ سیاست ومعاملات اور عبادات کے معیارکوبھی متعین وواضح کیاگیاہےکی خلاف ورزی کی گئی اورطرح طرح کےاعتراضات کیے گیےعوام کی توجہ اپنی طرف مرکوزکرنے کے لیے مختلف ملکوں نے اپنے اپنے مفاد کےتحت متعددمنشورتیارکیےاوراس مین حقوق انسانی کاجس انداز میں استحصال کیا ہےوہ سب پرعیاں ہیں، بلکہ ان نکات میں جومثبت باتیں شامل ہیں ان پربھی عمل کم ہی کیا جاتا ہے۔اخرمیں اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی نے ۱۰دسمبر ۱۹۴۸ء میں حقوق انسانی کاچارٹرتیارکیاجسے دنیا کابہترین عالمی منشورقراردیاوہ بھی عیوب ونقائص اورخودغرضیوں سے خالی نہیں ہے۔چہ جائے کہ اس کے قبول کرنے اور نہ کرنے کے سلسلہ میں بظاہراس کی رائے مختلف ہے۔اس منشور کےمتعلق ایک دانشورنےجوتبصرہ کیاہے،وہ قابل ملاحظ ہے:

''اس نقطہ کی اہمیت ومعنویت ان لوگوں کے ذہنوں میں زیادہ اجاگرہوسکےگی جویہ جانتے ہیں کہ عصر حاضرکی وہ دستاویزجوحقوق انسانی کی نقیب سمجھی جاتی ہےاور جسے اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی نے ۱۰دسمبر ۱۹۴۸ءکومنظورکیاتھا،تجویزوسفارش سے زیادہ اہمیت نہیں تھی اورکسی مملکت کے لیے (Universal Declaration of Human Rights) کاتسلیم کرنالازمی ولابدی نہیں ہے۔ایک مصنف کے بقول:یہ منشورتحفظ حقوق انسانی کے معاملے میں بالکل ناکارہ اورناقابل اعتماددستاویزہےاس منشورکی حیثیت سراسراخلاقی ہے۔قانونی نقطہ نظرسےاس کاکوئی وزن ومقام نہیں ہیں،اس منشورکی روسے جومعاشی اورسماجی حقوق منظورکیےگیے ہیں وہ ایک بالغ نظرمبصرکےمطابق،اس کےتسلیم شدہ مفہوم کی روسےحقوق ہی نہیں ہیں۔یہ توسماجی اورمعاشی پالیسیوں کےمحض اصول ہیں۔بلکہ کمیشن برائےانسانی حقوق میں ۱۹۴۷ءکوطےکیےجانےوالےاصول کی روشنی میں گویامنشور کےاعلان سےایک سال قبل ہی یہ طےہوگیاکہ اس کی کوئی قانونی حیثیت نہ ہوگی،کوئی ملک چاہےتواس منشورپرازخودرضاکارانہ طورپرعمل درآمدکرسکتاہےاورچاہےتوردی کی ٹوکری میں پھینک سکتاہے''۔(۳)

قرآن کریم کی تعلیمات اورحضورﷺ کےاقوال وافعال اس بات پرعادل وشاہد ہیں کہ اسلام میں جبرواکراہ کی گنجائش نہیں۔دین کے معاملے میں ہرکوئی آزاد ہے۔اس میں جوکچھ بھی بیان ہواہےوہ پوری انسانیت کے لئے ہدایت ورحمت ہے۔اس طغیانی دورمیں بھی جوکوئی اس پرعمل کرےگابلکہ عمل کرنے کی شدیدضرورت ہےتوعزت وبلندی کامقام حاصل کریگااورکبھی بھی کسی کے سامنےاورکہیں بھی ذلیل ورسوانہ ہوگا۔آپﷺ نے اپنے اول اورآخری حج میں جوخطبہ دیاوہ احکام الٰہی کاخلاصہ اورنچوڑ ہے،جوپوری انسانیت کی فطرت

اور ضرورت کے عین مطابق ہے۔

یوں تو پورا قرآن ہی انسانیت کے لیے ہدایت ورحمت اور شفا ہے، جسے اللہ کے رسول ﷺ لوگوں تک پہنچاتے اور احکام الٰہی سے متعارف کراتے رہے۔ اس میں نہ صرف انسانیت کے مقصد تخلیق کو واضح کیا گیا ہے بلکہ اس کے ساتھ نماز، روزہ، زکوۃ، حج کی ادائیگی کے مطالبہ کے ساتھ توحید کے اقرار کو لازم قرار دیا گیا ہے، جس کے بغیر کوئی مومن ہی نہیں ہوسکتا۔ اس میں سماجی ومعاشرتی احکام بھی ملتے ہیں تو روز شب گزارنے کا پیمانہ بھی متعین کیا گیا ہے۔ جائز و ناجائز اور حلال وحرام کی تمیز کرائی گئی ہے تو معاملات کو بھی اس میں متعین کیا گیا ہے اگر جنگ وجدال کا حکم ناگزیر صورت میں دیا گیا ہے تو اس کے ساتھ مومن کی اچھی صفت یہ بیان کردی گئی ہے کہ وہ معاف کرنے والا ہو۔ شوہر بیوی کے حقوق وتعلقات کو ظاہر کیا گیا ہے تو ماں باپ کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنے کو حصول درجات کا ذریعہ بتایا گیا ہے۔ اگر اولاد کو اور مال کو فتنہ کہا ہے تو اسے عزیز نعمت قرار دینے میں قرآن پیچھے نہیں ہے۔ وقت اور حالت کے تحت دونوں کے مقام ومرتبہ کا لحاظ کیا گیا ہے۔ عزیز واقارب اور پڑسیوں کے ساتھ حسن سلوک کی تعلیم ملتی ہے تو اس میں اللہ کی دوسری مخلوق پر بھی رحم وکرم کرنے پر زور دیا گیا ہے۔ اگر اس میں تعلیم وتعلم کی اہمیت کو اجاگر کیا گیا ہے تو تقویٰ کو شعار بنانے پر بھی زور دیا گیا ہے۔ اگر اس کا تعلق ایام سابقہ سے ہے تو عہد حاضر کو بھی نظر انداز نہیں کیا گیا ہے اور آئندہ رونما ہونے والے واقعات کی بھی اس میں نشان دہی کی گئی ہے، گویا کہ پورا قرآن سراپا ہدایت اور معلومات کا ایسا خزانہ ہے جس کے مثل کوئی کتاب ہو ہی نہیں سکتی۔ اسی قرانی ہدایت کی تعلیمات کو اللہ کے رسول ﷺ نے اپنے خطبہ میں اختصار کے ساتھ بیان کیا ہے، جس کی طرف توجہ مرکوز کرنے کی شدید ضرورت ہے۔

فتح مکہ کے ساتھ اسلام پورے خطہ عرب میں قریب قریب پہنچ گیا تھا، اسے یوں بھی کہا جاسکتا ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ کے اس کام کی تکمیل ہوگئی تھی جس کے لئے اللہ نے آپ کو آخری نبی بنا کر بھیجا تھا۔ کیوں کہ یہیں اسلام کا وہ عظیم مرکز تھا جہاں لوگ پہنچ کرادائیگی حج کرتے تھے۔ اہل اسلام کو مدینہ پہنچنے کے بعد مکہ آنے کا موقع نہ ملا کہ ادائیگی حج کی سعادت حاصل کریں، اس لیے وہ بے چین ومضطرب رہتے تھے صلح حدیبیہ کا واقعہ اسی پس منظر میں رونما ہوا تھا۔ پھر کفار مکہ کی طرف سے اس صلح کی خلاف ورزی ہوتے ہی آپ ﷺ نے مکہ پر چڑھائی کردی اور اسے فتح کرلیا جو ۸ھ کا واقعہ ہے۔ فتح مکہ کے بعد آپ ﷺ مدینہ چلے آئے۔ اگلے سال مسلمانوں کی بڑی جماعت حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قیادت میں فریضہ حج کی ادائیگی کے لئے مکہ گئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ ہی میں رہے۔

بعض سیرت نگاروں کے مطابق اس وقت تک ارکان حج کی تکمیل نہ ہوئی تھی اور اس کے احکام کا نزول مکمل نہ ہوا تھا، مگر جب اس کا نزول ہوگیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم حج کرنے کے لیے عازم سفر ہوئے۔ نبوت کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا پہلا اور آخری حج اسی سال یعنی ۱۰ھ میں ادا کیا، اس کے لیے آپ اپنے اصحاب کے ساتھ ۲۵، ذی قعدہ ۱۰ھ / ۲۰ مارچ ۶۳۲ء کو مدینہ سے روانہ ہوئے۔ جوں جوں آپ آگے بڑھتے جاتے لوگوں کا قافلہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوتا جاتا جو خوشی ومسرت سے سرشار تھے۔ بالآخر یہ قافلہ ۴ ذی الحجہ ۱۰ھ ۲۰ مارچ ۶۳۲ء میں اتوار کے دن مکہ پہنچا۔ وہیں سب لوگ قیام پذیر ہوئے، یہاں تک کہ ۸ ذی الحجہ کو نبی اکرم ﷺ منیٰ

کے لیے روانہ ہوئے، وہاں سے ۹ ذی الحجہ کو نکلے تو نمرہ سے گزر کر عرفات پہنچے اور یہاں وقوف فرمایا۔ یہیں آپ ﷺ نے اپنا تاریخ ساز خطبہ دیا، ابتدائے حج اور خطبہ دینے کے حالات کا ذکر کرتے ہوئے اصح السیر کے مصنف لکھتے ہیں:

''مروہ سے اتر کر حضور ﷺ نے مکہ سے باہر قیام فرمایا اور تمام اصحاب یوم الترویہ یعنی ۸ ذی الحجہ تک آپ ﷺ کے ساتھ وہیں رہے۔ اتوار، پیر، منگل، بدھ، یہ چار روز آپ ﷺ نے وہاں قیام فرمایا اور اس درمیان میں برابر نماز قصر ادا کرتے رہے۔ جمعرات کے روز یعنی ۸ ذی الحجہ کو صبح کے وقت آفتاب بلند ہونے کے بعد تمام اصحاب کے ساتھ منٰی کی طرف روانہ ہوئے۔ جو لوگ حلال ہو گئے تھے انہوں نے یہیں سے ۸ ذی الحجہ کا احرام باندھا۔ احرام کے لیے یہ لوگ مسجد نہ گئے، بلکہ مکہ سے باہر ہی احرام باندھا منٰی میں پہنچ کر آپ ﷺ نے ظہر اور عصر کی نماز پڑھی اور رات کو وہیں رہے۔ یہ جمعہ کی رات تھی، پھر جمعہ کے روز جب آفتاب طلوع ہوا تو ضب کے راستہ سے عرفہ کی جانب روانہ ہوئے۔ راستہ میں بعض اصحاب تلبیہ کہتے تھے، بعض تکبیر۔ آپ ﷺ سنتے تھے مگر کسی کو منع نہ کرتے تھے۔ عرفات کے پورب کی جانب اس وقت ایک قریہ تھا، جس کا نام نمرہ تھا، آپ ﷺ کے حکم سے وہیں آپ ﷺ کا قبہ نصب ہوا تھا، اس میں آپ اترے۔ افتاب ڈھلنے کے بعد آپ کا ناقہ قصویٰ آیا، اس پر آپ سوار ہوئے اور وہاں سے عرفہ کے بطن وادی میں آئے اور وہاں اونٹ ہی پر وہ خطبہ عظیمہ ارشاد فرمایا جو اسلام کی سب سے بڑی دولت ہے''۔ (۴)

خطبہ حجۃ الواع کا تذکرہ ہوتے ہی عام طور سے ذہن میں اس کا وہ حصہ گردش کرنے لگتا ہے، جس میں چند بنیادی باتوں کے ساتھ انسانیت کا احترام اور اس کے حقوق کی حفاظت کا ذکر ملتا ہے۔ یہی حصہ بیشتر کتب متون اور سیر میں بھی ملتا ہے۔ حالاں کہ یہ خطبہ اس سے بھی زیادہ طویل ہے جس میں اساسیات اسلام، اجتماعات، دینیات، عبادات اور معاملات کی تعلیم مختصر اور جامع انداز میں دی گئی ہے۔ اس موقع پر آپ ﷺ نے تین خطبے ارشاد فرمائے تھے، پہلا ۹ ذی الحجہ کو عرفات کے میدان میں، دوسرا ۱۰ ذی الحجہ کو منٰی میں اور تیسرا بھی آپا ۱۲ ذی الحجہ کو منٰی میں دیا لیکن ان تینوں میں عرفات کا خطبہ زیادہ اہم ہے۔ تعجب کی بات ہے یہ خطبات یکجا کسی کتاب میں موجود نہیں ہیں البتہ اس کے اجزاء مختلف کتابوں میں منتشر ضرور ہیں۔ بعد کے زمانہ میں سیر رسول پر جو کام ہوا ہے اس میں بھی پورے خطبات نہیں ملتے کچھ سالوں قبل پاکستان سے ماہ نامہ نقوش کا خصوصی شمارہ ''رسول نمبر'' کے نام سے شائع ہوا تھا جو ۱۳ ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے اس کی تیاری کیلئے علمی دنیا کی اہم شخصیات کی مدد لی گئی تھی، اس میں بھی پورا خطبہ نہیں ملتا۔ البتہ مولانا غلام رسول مہر مرحوم نے کافی حد تک اسکی تلافی کرنے کی کوشش کی ہے تاہم وہ بھی نامکمل ہے۔ اس کمی کا احساس راقم کو پہلے سے تھا، کیوں کہ جب میں نے ۱۹۹۹ء میں علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے جلسہ ''سیرت النبی'' کے مقابلے مضمون نویسی بہ عنوان ''انسانی حقوق کا تحفظ خطبہ حجۃ الوداع کی روشنی میں حصہ لیا تو اس کی تیاری میں بہت سی کتابوں کا مطالعہ کیا، مگر کہیں مکمل خطبہ نہیں ملا۔ سیرت نبوی پر ابن سعد کی طبقات بڑی اہم مانی جاتی ہے اس میں بھی پورے خطبہ کا ذکر نہیں ہے۔ اس وقت سے ہی اس کی تلاش جاری تھی۔ چند دنوں قبل ایک کتاب ''حجۃ الوداع'' پر نظر پڑی بیت الحکمت لاہور سے ۲۰۰۵ء سے شائع ہوئی ہے۔ تو بڑی خوشی ہوئی کہ اس کمی کا ازالہ ہو گیا۔ کتاب کے مصنف پروفیسر ڈاکٹر [illegible]

صاحب سابق رئیس کلیہ فنون وصدر شعبہ اسلامی تاریخ جامعہ کراچی ہیں، انہوں نے پورے خطبہ کومختلف ماخذ کے مدد سے مع حوالہ دفعات کی شکل میں جمع کر دیا ہے۔ اس سے خطبہ کی افادیت بڑھ جاتی ہے اور علم وتحقیق کی دنیا میں ایک نئی چیز کا اضافہ ہوگیا ہے۔ اس کے علاوہ اسی عنوان سے ایک کتابچہ بھی شائع ہوا ہے، جس کے مرتب مولانا فضل الرحمٰن اعظمی ہیں جوافریقہ میں تدریسی خدمات انجام دے رہے ہیں، اس میں بھی تشنگی موجود ہے جس سے قاری مطمئن نہیں ہو پاتا۔ پروفیسر مذکور کی کتاب سے خطبے کا عربی متن پیش کرنے کے بجائے اس کا اُردو ترجمہ یہاں نقل کیا جاتا ہے۔ تاکہ اس کی اہمیت کا نہ صرف اندازہ لگایا جاسکے بلکہ اس سے پوری طرح استفادہ کیا جاسکے، کیوں کہ بقول ایک سیرت نگار:

''ایک عظیم الشان بین الاقوامی دستاویز ہے، جونہ صرف اپنے دور میں آگے یا پیچھے کی کوئی مثال نہیں رکھتی، بلکہ آج بھی انسانیت کے پاس ایسا عظیم منشور حقوق موجود نہیں ہے، جسے دینی تقدس کے ساتھ نافذ کرنے کیلئے ایک عالمی جماعت یا امت کام کرنے کیلئے تیاری کی گئی۔ اس کے بعض اجزاء جدید دور میں دوسروں کی دستاویزات میں بھی ملتے ہیں، مگران کاغذی پھولوں میں عمل کی خوشبو کبھی پیدا نہ ہوسکی پھر حجۃ الوداع کے اساسی عقائد کے علاوہ بعض اہم اجزاء ایسے ہیں جن کی قدر وقیمت سے ہماری آج کی دنیا آشنا ہی نہیں۔''(۵)

اس خطبہ نے انسانی دنیا پر جواثرات ڈالے ہیں اور اس سے قوموں وملکوں کی حالت زار میں جوتبدیلی واقع ہوئی ہے اس کا ذکر کرتے ہوئے اسی سیرت نگار نے یہ بھی تحریر کیا ہے:

''خطبہ حجۃ الوداع نہایت ہی خوبی سے اس حقیقت کواجاگر کر دیتا ہے کہ اب تک کے دوتین ہزار سالہ دور تاریخ میں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم آخرالزماں وہ پہلی مبارک شخصیت ہیں جوساری انسانیت کے لیے وسیع اور جامع پیغام لے کر آئے اوراس پیغام کوایک تحریک کی شکل میں جاری کیا، اس پر مبنی ریاست قائم کی اور اسے دنیا کی تمام اقوام تک پہنچانے کے لیے شہداء علی الناس کی ایک جماعت قائم کر دی''۔(۶)

خطبہ حجۃ الوداع:

حصہ الف:۔(دیباچہ)

سب تعریف اللہ کے لیے ہم اس کی حمد وثنا کرتے ہیں اوراسی سے مغفرت طلب کرتے ہیں، اسی کی طرف رجوع کرتے ہیں اوراسی کے دامن عفو میں اپنے نفس کی شرارتوں اور برے اعمال سے پناہ چاہتے ہیں، جس کواللہ ہدایت عطا کرے اس کوکوئی گمراہ نہیں کرسکتا اور جس کووہ گمراہ کردے اسے کوئی ہدایت نہیں دے سکتا اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی سہیم وشریک نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں۔ امابعد!

الف:۔ لوگو! میری بات اچھی طرح سن لو، سمجھ لو، کیا خبر، شاید اس سال کے بعد اس جگہ میری تمہاری ملاقات کبھی نہ ہوسکے۔

ب:۔ بندگان خدا! آج کے بعد واللہ مجھے نہیں معلوم، شاید اس میں تم سے اس مقام پر کبھی نہ مل سکوں گا۔

ج:۔ لوگو! خاموش ہو جاؤ، تم لوگ اس سال کے بعد شاید مجھے نہ دیکھ سکو۔

د:۔ لوگو! سنو! میں تمہیں وضاحت کے ساتھ (سب کچھ) بتا دینا چاہتا ہوں، کیوں کہ شاید اس سال کے بعد پھر کبھی تم سے نہ مل سکوں۔

ہ:۔ لوگو! حج کے مسائل مجھ سے سیکھ لو، میں نہیں جانتا، شاید اس کے بعد مجھے دوسرے حج کی نوبت نہ آئے۔

و:۔ اللہ اسے تروتازہ اور شاداب رکھے جس نے میری باتیں سنیں اور انہیں دوسروں تک پہنچائیں، بعض اوقات سننے والا سمجھ دار ہوتا ہے اور کبھی کبھی جس کو پہنچایا جائے وہ اس سے زیادہ سمجھ دار نکلتا ہے۔

ز:۔ لوگو! تم لوگ شاید مجھ سے آئندہ اس حال میں نہ مل سکو جس حال میں اب مل رہے ہو۔

حصہ:۔ب (اساسیات)

دفعہ:۱: لوگو! تمہارا رب ایک ہے اور تمہارا باپ ایک ہے، تم سب آدمؑ کی اولاد ہو اور آدمؑ مٹی سے بنے تھے۔

:۲ تم میں سے اللہ کے نزدیک معزز وہ ہے جو زیادہ تقویٰ شعار ہے، بے شک اللہ علیم و خبیر ہے۔

:۳ دیکھو! کسی عربی کو کسی عجمی پر اور کسی عجمی کو عربی پر اور کسی کالے کو کسی سرخ پر اور کسی سرخ کو کسی کالے، سیاہ پر کوئی فضلت وامتیاز نہیں، مگر ہاں تقویٰ کے سبب۔

دفعہ:۲: بندگان خدا! میں تمہیں تقویٰ شعاری (اللہ سے ڈرنے) کی وصیت کرتا ہوں اور تمہیں اس کی اطاعت کا حکم دیتا ہوں (کیوں کہ تم اللہ کے سوا کسی اور بندے نہیں) اور اپنے خطبے کا آغاز نیک بات سے کرتا ہوں۔

دفعہ:۳: جان لو! جاہلیت کی ہر چیز میرے قدموں تلے (روندی گئی) ہے۔ (اب تمام آثار جاہلیت کالعدم اور ساقط ہو گیے ہیں،)

ا۔ خبردار! اہل جاہلیت کی ہر چیز میرے (ان دونوں) قدموں کے نیچے ہے۔

۲۔ سن لو! جاہلیت کا ہر خون (انتقام) مال (مغضوبہ) اور آثار جاہلیت (خاندانی، موروثی مفاخر) میرے قدموں تلے- تا قیامت کالعدم ٹھرائے جاتے ہیں۔

۳۔ اور جاہلیت کے تمام باعث فخر و غرور عہدے (مآثر و مفاخر) ختم کیے جاتے ہیں، صرف سدانہ (کعبہ کی نگرانی ونگہبانی) اور سقایہ (حاجیوں کو پانی پلانے) کے عہدے باقی رہیں گے، قتل عمد کا قصاص (بدلہ) لیا جائے گا قتل عمد کے مشابہ وہ قتل ہے جو لاٹھی یا پتھر سے وقوع میں آئے اور اس کی (دیت) سو اونٹ مقرر ہے۔ اس سے زیادہ جو طلب کرے گا وہ اہل جاہلیت میں شمار ہوگا۔

۴۔ اور ہر قسم کا سود آج ممنوع قرار پایا ہے، البتہ تمہیں اپنی اصل رقم لینے کا حق ہے، جس میں نہ اوروں کا نقصان ہے اور نہ

تمہارا نقصان، اللہ نے یہ بات طے کر دی ہے کہ سود کی گنجائش نہیں ہے۔

اور زمانہ جاہلیت کے تمام سود (سودی کاروباری) اب باطل ہیں، (اور جہاں تک کہ عباس بن عبدالمطلب کے سود کا تعلق ہے وہ تمام کا تمام ساقط ہے)۔

زمانہ جاہلیت کے تمام خون (کے بدلے، انتقام) اب کالعدم ہیں (اور اپنے خاندان میں سے پہلا انتقام جسے میں معاف کرتا ہوں ربیعہ (بن الحارث بن عبدالمطلب) کے بچے کا ہے، جس کی رضاعت بنی لیث میں ہوری تھی کہ بنو ہذیل نے قتل کر دیا تھا، پس میں پہل کرتے ہوئے انتقام ہائے جاہلیت میں سے خون کا بدلہ معاف کر رہا ہوں۔

بے شک (مہینوں کو اپنی جگہ سے ہٹا دینا) از دیاد کفر کا ہی باعث ہے۔ اس سے کافر گمراہی میں پڑ جاتے ہیں کہ ایک سال تو (اپنی نفسانی غرض سے) اسے حلال ٹھہراتے ہیں، پھر دوسرے سال (جب کوئی ذاتی غرض نہ ہو) اس کو حرام کر دیتے ہیں، تاکہ اللہ نے جو گنتی (حرام مہینوں کی) مقرر کر رکھی ہے اسے پورا کر لیں۔ اس طرح وہ اللہ کے حرام کیے ہوئے مہینے کو حلال اور اپنے حلال کیے ہوئے کو حرام کر لیتے ہیں۔

دیکھو! اور اب زمانہ گھوم پھر کر اسی جگہ آ گیا ہے جہاں سے کائنات کی پیدائش کا دن شروع ہوا تھا۔ مہینوں کی گنتی (تعداد) اللہ کے نزدیک سال میں بارہ ہے، ان میں سے چار محترم، حرام ہیں کہ تین (ذی قعدہ، ذی الحجہ اور محرم) تو متواتر ہیں اور ایک الگ آتا ہے، یعنی رجب جو شہر مضر کہلاتا ہے اور جو جمادی الثانی اور شعبان کے بیچ ہے مہینہ انتیس دن کا بھی ہوتا ہے، تیس کا بھی (سنو! میں نے اپنی بات تم تک پہنچا دی ہے نا؟ تو مجمع نے کہا: بے شک۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ گواہ رہنا!)

سن لو! حج قیامت تک اب ذی الحجہ کے مہینے کے ساتھ مخصوص رہے گا۔

دفعہ ۴ لوگو! (تمہیں معلوم ہے کہ تم پر کون سا مہینہ سایہ فگن ہے؟ تم کس دن میں یہاں جمع ہو؟ کس شہر میں موجود ہو؟ سب نے کہا: محترم شہر اور محترم مہینے میں! تب آپ ﷺ نے فرمایا:) بے شک تمہارا خون (ایک دوسرے پر) حرام ہے۔

دفعہ ۵ اور تمہارا مال (وملکیت)۔

دفعہ ۶ تمہاری عزت وآبرو۔

دفعہ ۸ تمہاری کھال (جلد، جسم، بدن) بھی ایک دوسرے کے لیے معزز و محترم ہے۔ (جس طرح حرمت تمہارے اس دن کو، تمہارے اس مہینے کو، تمہارے اس شہر کو حاصل ہے) یہاں تک کہ تم اللہ سے جا ملو۔

دفعہ ۹ میری بات سنو! زندگی پا جاؤ گے (مگر اس شرط کیساتھ کہ):

خبردار! (ایک دوسرے پر) ظلم نہ کرنا۔

۲: دیکھو!ظلم (وزیادتی) نہ کرنا۔

۳: خوب سمجھ لو! ایک دوسرے پر باہم ظلم وستم نہ کرنا۔

حصہ: ج (اجتماعات)

دفعہ۹: اللہ کے بندوں! میری بات سنو اور سمجھو! بلاشبہ ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے اور تمام مسلمان بھائی بھائی ہیں۔

دفعہ۱۰: خبردار! ہر مسلمان دوسرے مسلمان پر حرام ومحترم ہے۔

دفعہ۱۱: اور ہر مومن دوسرے مومن پر حرام ومحترم ہے۔جس طرح آج کے دن کی حرمت ہے۔اس کا گوشت اس پر حرام ہے۔

۲: کہ اسے کھائے، اس کی عدم موجودگی میں غیبت کرے۔

۳: اور اس کی عزت وآبرو اس پر حرام ہے کہ (اس کی چادرِ عزت) پھاڑ دے۔

۴: اس کا چہرہ اس پر بھی حرام ہے کہ اس پر تمانچے لگائے جائیں۔

۵: اور تکلیف دہی بھی حرام کہ اسے تکلیف پہنچائی جائے۔

۶: اور یہ بھی حرام کہ تکلیف رسانی کے لیے اسے دھمکایا جائے۔

۷: اور کسی مسلمان کے لیے یہ بھی جائز نہیں سوائے اس کے کہ جو وہ اپنی خوشی سے دے۔

۸: مال مسلم بھی حلال وجائز نہیں سوائے اس کے کہ وہ اپنی خوشی سے دے۔(اور میں تمہیں بتاؤں کہ مسلمان درحقیقت ہے کون)؟

دفعہ۱۲: مسلمان وہی ہے جو اپنی زبان اور ہاتھ سے دوسرے لوگوں کو محفوظ رکھے۔

دفعہ۱۳: اور مومن درحقیقت وہ ہے جس سے دوسرے لوگوں کا جان ومال امن وعافیت میں رہے۔

دفعہ۱۴: اور مہاجر درحقیقت وہ ہے جو اپنے گناہوں اور خطاؤں سے کنارہ کشی کرلے۔

دفعہ۱۵: اور مجاہد تو دراصل وہ ہے جو اطاعتِ الٰہی کی خاطر اپنے نفس کا مقابلہ کرے۔

دفعہ۱۶: خبردار! اگر کسی کے پاس امانت رکھوائی جائے تو وہ اس بات کا پابند ہے کہ امانت رکھوانے والے کو امانت واپس لوٹا دے۔

دفعہ۱۷: قرض واپس ادائیگی کا متقاضی ہے۔

دفعہ۱۸: ادھار لی ہوئی چیز کو واپس کیا جانا چاہیے۔

دفعہ۱۹: عطیہ لوٹایا جائے۔

دفعہ۲۰: ضامن ضمانت (تاوان) کا ذمہ دار ہوگا۔

دفعہ۲۱: دیکھو! اب ایک مجرم اپنے جرم کا خود ہی ذمہ دار ہوگا۔

دفعہ۲۲: جان لو! اب نہ باپ کے جرم کے بدلے بیٹا پکڑا جائیگا اور نہ بیٹے کا بدلہ باپ سے لیا جائیگا۔

دفعہ۲۳: عورتوں کے بارے میں اللہ سے ڈرو، کیوں کہ تم نے انہیں اللہ کی امانت کے طور پر حاصل کیا ہے اور اللہ کے کلمات (احکام) کے تحت ان کے ستر تمہارے لیے حلال ہوئے۔

دفعہ۲۴: خبردار تمہارے لیے عورتوں سے نیک سلوکی کی وصیت ہے کیوں کہ وہ تمہاری پابند ہیں اور اس کے سوا تم کسی معاملے میں حقِ ملکیت نہیں رکھتے۔

دفعہ۲۵: لوگو! جس طرح عورتوں کے کچھ حقوق تمہارے ذمہ ہیں، اسی طرح ان پر بھی تمہارے کچھ حقوق واجب ہیں۔ (سنو تمہاری عورتوں پر جس طرح کچھ حقوق تمہارے واجب ہیں اسی طرح تمہاری عورتوں کا بھی تم پر کچھ حق ہے۔) (جہاں تک تمہارے ان حقوق کا تعلق ہے جو تمہاری عورتوں پر واجب ہیں) تو وہ یہ ہیں:۔

۱۔ وہ کوئی کام کھلی بے حیائی کا نہ کریں۔

۲۔ وہ تمہارا بستر کسی ایسے شخص سے پامال نہ کرائیں جسے تم پسند نہیں کرتے۔

۳۔ وہ تمہارے گھر میں کسی ایسے شخص کو داخل نہ ہونے دیں جسے تم ناپسند کرتے ہو، مگر یہ کہ تمہارے اجازت سے۔

۴۔ اگر وہ عورتیں (ان باتوں) کی خلاف ورزی کریں تو تمہارے لیے اجازت ہے کہ:

(الف) تم انہیں بستروں پر اکیلا، تنہا چھوڑ دو۔

(ب) (ان پر سختی کرو) مگر شدید تکلیف والی چوٹ نہ مارو (اگر مارنا ہی چاہو)۔

دیکھو! کچھ حقوق ان کے بھی تمہارے اوپر عائد ہوتے ہیں۔ مثلاً

۵۔ یہ کہ کھانے پینے، پہننے اوڑھنے (خوراک ولباس) کے بارے میں ان سے اچھا سلوک کرو (اگر وہ تمہاری نافرمانی سے باز آجائیں اور کہا مانیں تو (حسب حیثیت) ان کا کھانا کپڑا (خوراک، لباس نان نفقہ) تمہارے ذمہ ہے۔ (اور عورتوں پر یہ بھی واجب ہے کہ)۔

۶۔ عورتیں معروفات میں تمہاری نافرمانی نہ کریں۔

۷۔ اور اگر وہ فرماں برداری کریں تو ان پر (کسی قسم کی) زیادتی کا تمہیں کوئی حق نہیں۔

۸۔ کوئی عورت اپنے گھر میں اخراجات نہ کرے، مگر ہاں اپنے شوہر کی اجازت سے۔

۹۔ جان لو! لڑکا (اولاد) اسکی طرف منسوب کیا جائے گا جس کے بستر پر وہ پیدا ہوا۔ (بچہ شوہر کی اولاد متصور ہوگا۔) اور جس پر حرام کاری ثابت ہو اس کی سزا سنگ ساری ہے (زنا کار کے لیے پتھر) اور ان کا حساب اللہ کے ذمے۔

۱۰۔ دیکھو! کسی عورت کیلئے جائز نہیں کہ وہ اپنے شوہر کا مال اسکی اجازت کے بغیر کسی کو دے۔

۱۱۔ خبردار! جس نے خود کو اپنے باپ کے علاوہ کسی اور سے منسوب کیا۔ یا کسی غلام نے (جان بوجھ کر) اپنے آقا کے سوا کسی آقا سے نسبت قائم کی تو اس پر اللہ کی اس کے فرشتوں کی اور تمام انسانوں کی لعنت ہوگی اور قیامت کے دن اس سے کوئی بدلہ یا معاوضہ قبول نہیں کیا جائے گا۔

دفعہ ۲۶: ۱۔ اور ہاں غلام! (ان سے حسن سلوک کرو)۔

الف: جو تم کھاتے ہو اس میں سے ان کو بھی کھلاؤ۔

ب: جو تم پہنتے ہو اس میں سے ان کو بھی پہناؤ۔

ج: اگر وہ کوئی ایسی خطا کریں جسے تم دیکھو کہ معاف نہیں کر سکتے تو اللہ کے بندو انہیں فروخت کر دو، (مگر)۔

د: انہیں بھیانک سزا (عذاب) تو نہ دو۔

۲۔ اور ان کے بارے میں بھی تمہیں (حسن سلوک کی) وصیت کرتا ہوں، جو لونڈیاں (تمہارے زیر تصرف) ہیں پس ان کو وہ کھلاؤ جو تم کھاتے پہنتے ہو۔

حصہ د: (دینیات، عقائد، عبادات، معاملات، اخلاقیات)

دفعہ ۲۷: لوگو! بے شک مجھے حکم دیا گیا تھا کہ لوگوں سے لڑوں، یہاں تک کہ لا الہٰ الا اللہ کے قائل ہو جائیں اور جب وہ اس کلمے کا اقرار کر لیں تو گویا انہوں نے اپنی جانوں اور مالوں کو بچا لیا اور باقی حساب اللہ کے ذمے ہے۔

دفعہ ۲۸: اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہراؤ۔

دفعہ ۲۹: اور نہ کسی کی ناحق جان لو۔ (نہ قتل کرو)۔

دفعہ ۳۰: نہ بدکاری (زنا) کرو۔

دفعہ ۳۱: اور نہ ہی چوری (سرقہ) کرو۔

دفعہ ۳۲: لوگو! (اچھی طرح سمجھ لو!) میرے بعد نہ کوئی پیغمبر (آنے والا ہے اور نہ تمہارے بعد کوئی امت (ہوگی)۔

۱۔ اپنے خطاب کے دوران رسول ﷺ نے مسیح الدجال کا ذکر فرمایا، پھر ذکر میں کافی طول پکڑا، پھر دجال کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

۲۔ کوئی نبی ایسا نہیں گزرا کہ جس نے اپنی امت کو دجال سے نہ ڈرایا ہو۔ (پس میں بھی) (میں بلاشبہ تمہیں اس سے ڈراتا ہوں)

۳۔ بے شک میری سب سے افضل دعا بلکہ تمام انبیائے ماقبل کی یہی ہے:

”لا الہٰ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ ،لہ الملک ولہ الحمد بیدہ الخیر ،یحی ویمیت وھو علی کل شی قدیر“.

دفعہ ۳۳: خوب سن لو! اپنے پروردگار کی عبادت کرو، نماز پنج گانہ ادا کرو، رمضان کے روزے رکھو، اپنے (رب کے) گھر (خانہ کعبہ)

کا حج کرو، اپنی زکوٰۃ خوشی خوشی دیا کرو، اپنے حکام کی اطاعت کرو (اس طرح ان اُمور کی انجام دہی کے بعد بطور اجر) اپنے رب کی جنت میں داخل ہو جاؤ۔

دفعہ ۳۴: اللہ سے ڈرو! (ترازو سیدھی رکھ کر تولا کرو) اور لوگوں کو ان کی چیزیں (ناپ تول میں) کمی نہ دیا کرو اور ملک میں فساد کرتے نہ پھرو۔

دفعہ ۳۵: خبردار! دین میں غلو (مبالغہ آمیزی، انتہاپسندی) سے بچو، اس لیے کہ تم سے پہلے جو (قومیں) تھیں تمہیں وہ دین میں غلو کی وجہ سے ہلاک کر دی گئیں۔

دفعہ ۳۶: لوگو! دیکھو شیطان اس بات سے تو بے شک بالکل مایوس ہو چکا ہے، کہ تمہاری اس سرزمین پر کبھی اس کی پرستش کی جائے گی، مگر چوکنا رہو! وہ اس بات پر بھی راضی ہوگا کہ اس (پرستش) کے سوا چھوٹی چھوٹی باتوں میں اس کے ارشادوں کی تعمیل کی جائے، پس اپنے دین و ایمان کی (حفاظت کی) خاطر اس سے بچے رہنا۔

دفعہ ۳۷: لوگو! اللہ نے میراث (ترکہ) میں ہر وارث کا (جداگانہ) حصہ مقرر کر دیا ہے۔

۲۔ اس لیے وارث کیلئے (تمام مال میں) وصیت کرنا جائز نہیں، (چنانچہ) کسی کو ایک تہائی سے زائد (مال) کی وصیت کا حق نہیں۔ (بقول راوی پھر حضور ﷺ نے ہمیں صدقے کا حکم دیا اور فرمایا:)د

دفعہ ۳۸: صدقہ دیا کرو! اس لیے میں نہیں جانتا، مگر شاید تم آج کے بعد مجھے پھر نہ دیکھ سکو۔

دفعہ ۳۹: اللہ کے نام پر (جھوٹی) قسمیں نہ کھایا کرو، کیوں کہ جو اللہ کے نام پر (جھوٹی) قسم کھائے گا، اللہ اس کا جھوٹ ظاہر کر دے گا۔

دفعہ ۴۰: لوگو!

۱۔ علم (تعلیم، معلومات) میں سے جو کچھ حاصل کر سکتے ہو، لے لو۔ اس سے پہلے کہ وہ سمیٹ لیا جائے اور قبل اس کے کہ علم کو اٹھا لیا جائے۔

۲۔ خبردار! علم کے اٹھائے جانے (ختم ہو جانے) کی ایک شکل یہ بھی ہے کہ اس کے جاننے والے ختم ہو جائیں۔ (آپ ﷺ نے یہ بات تین مرتبہ فرمائی۔)

دفعہ ۴۱: دیکھو! تین باتیں ایسی ہیں جن میں (مومن کا) دل (دھوکہ فریب) کا شکار نہیں ہوتا۔ یعنی

الف: عمل میں اخلاص ہو کہ صرف اللہ کے لیے۔

ب: (مسلمان) حاکموں کی خیرخواہی میں۔

ج: عام مسلمانوں (کی جماعت) سے وابستگی میں، کیوں کہ ان (مسلمانوں) کی دعائیں انہیں گھیرے رہتی ہیں (اس پر سایہ فگن رہتی ہیں۔)

۲۔ اللہ نے ایسی کوئی بیمار (دکھ، تکلیف) پیدا نہیں کی جس کی دوا نہ اتاری ہو، سوائے بڑھاپے کے۔

دفعہ ۴۲: لوگو میری بات سمجھو! کیوں کہ میں نے سب کچھ تم تک پہنچا دیا ہے:

ا۔ میں نے تمہارے درمیان ایک ایسی چیز چھوڑ دی ہے کہ تم کبھی گمراہ نہ ہو گے اگر مضبوطی سے تھامے رہے اور وہ ہے اللہ کی کتاب۔

۲۔ اور میں نے تمہارے درمیان ایسی چیزیں چھوڑ دی ہیں کہ اگر ان کو تھامے (پکڑے) رہے تو پھر کبھی بھی گمراہ نہ ہو گے۔ صاف و روشن اللہ کی کتاب اور اسکے نبی علیہ ﷺ کی سنت۔

دفعہ ۴۳: لوگو! سنو اور اطاعت کرو اگر چہ تمہارے اوپر کوئی ناک کٹا حبشی غلام امیر بنا دیا جائے جو تمہارے درمیان کتاب اللہ (کے احکام کو قائم (نافذ) کرے۔

دفعہ ۴۴: جان لو!

ا۔ ہر نبی (پیغمبر) کی دعوت گزر چکی ہے، سوائے میری دعوت (دین و شریعت) کے، کہ (وہ ہمیشہ کے لیے ہے) میں نے اس کو اپنے پروردگار کے پاس قیامت تک کے لیے ذخیرہ (جمع) کر دیا ہے۔

۲۔ امابعد! انبیاء علیہم السلام (قیامت کے دن) کثرت تعداد پر فخر کریں گے، پس تم مجھے (اپنی بداعمالیوں کے سبب) رسوا نہ کر دینا، میں حوض کوثر پر (تمہارے انتظار میں) رہوں گا۔

۳۔ خبردار! میں حوض کوثر پر تم سے پہلے پہنچوں گا اور دوسری امتوں پر تمہاری کثرت کے سبب فخر کروں گا، تو کہیں میری رسوائی کا باعث نہ بن جانا۔

۴۔ سنو! میں بعض کو (شفاعت کر کے) چھڑا لوں گا، مگر بعض لوگ مجھ سے چھڑا لیے جائیں گے پھر میں کہوں گا اے میرے رب! یہ تو میرے اصحاب (امتی) ہیں؟ اللہ فرمائے گا کہ آپ نہیں جانتے کہ ان لوگوں نے اپ کے بعد کیا کیا بدعتیں کر ڈالی تھیں۔

دفعہ ۴۵: خبردار! میرے بعد کہیں کافر نہ بن جانا کہ آپس میں ایک دوسرے کی گردنیں مارنے لگو۔

دفعہ ۴۶ اور ہاں سنو!

ا۔ تم اپنے رب سے ملو گے تو اللہ تم سے تمہارے اعمال کے بارے میں (ضرور) باز پرس کریگا۔

۲۔ پس جو (دنیا میں رہتے ہوئے ہمہ وقت) آخرت کو ہی اپنے پیش نظر رکھے گا تو اللہ اسے دل جمعی عطا کرے گا اور اسے اسکی آنکھوں کے سامنے (دنیا میں ہی) نے نیازی و تونگری عطا کرے گا اور دنیا اسکے (قدموں میں) سرنگو ہو کر خود آئے گی، لیکن جو دنیا کو ہی محبوب و مقصود قرار دے گا تو اللہ اس کے معاملات کو منتشر و متفرق کر دے گا اور وہ (آدمی دنیا میں ہی) اپنی آنکھوں کے سامنے افلاس و تنگ دستی دیکھ لے گا اور دنیا میں (سے تو) اسے اتنا حصہ ملے گا جتنا کہ اس کے لیے (مقدر میں) لکھا جا چکا ہے۔

دفعہ ۴۷: دیکھو! اب تم نے مجھے (جی بھر کر) دیکھ بھی لیا ہے اور مجھ سے ان تمام باتوں کو سن بھی لیا ہے، تم سے عنقریب میرے بارے

میں پوچھا جائے گا (تو سچ سچ بتانا) پس جس نے بھی مجھ پر جھوٹ باندھا تو وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے (گا)۔

دفعہ ۴۸: دیکھو!

۱۔ جو یہاں موجود ہے۔ وہ غیر حاضر تک (میری) یہ سب باتیں (ضرور) پہنچادے۔

۲۔ شاید کہ بعض ایسے کہ جن تک (یہ باتیں) پہنچیں (گی) یہاں موجود بعض سننے والوں سے زیادہ سمجھدار ثابت ہوں۔

۳۔ سن لو! تم میں جو یہاں قریب ہیں (ان کے لیے لازم ہے کہ) اپنے دور والوں (بعد میں آنے والے لوگوں) تک یہ باتیں پہنچادیں۔

حصہ ر: (اختتامیہ):

پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! (دیکھ لے) میں نے (تیرا پیغام بھرپور طور پر) پہنچادیا ہے یا نہیں؟ (پھر لوگوں سے فرمایا) کیا میں نے اللہ کا پیغام تم تک اچھی طرح نہیں پہنچادیا؟

سنو! کیا میں نے حق تبلیغ ادا نہیں کر دیا؟

دیکھو! کیا میں تعلیم و تلقین دین کی انتہا نہیں کر دی؟

(تو سب حاضرین، سامعین مجمع والے بیک آواز اقرار و اعتراف کرنے لگے) بے شک! بے شک! (تب رسول ﷺ نے) فرمایا:

اے اللہ گواہ رہنا! (تیرے بندے کیسا صاف اقرار کر رہے ہیں)۔

اے اللہ گواہ رہنا! (یہاں موجود لوگ کیا کہہ رہے ہیں)۔

اے اللہ گواہ رہنا! (پھر آپ ﷺ نے فرمایا:) اور تم، لوگوں سے (آخرت، قیامت میں اللہ کی طرف سے) میرے بارے میں پوچھا جائے گا تو تم لوگ کیا کہو گے؟

تو سب نے کہا: ہم گواہی دیتے ہیں کہ بے شک آپ نے امانت الٰہی ہم تک پہنچادی اور حق رسالت ادا کر دیا اور (امت کو) نصیحت کرنے کی انتہا فرمادی (پس رسول ﷺ نے اپنی انگشت شہادت کو آسمان کی طرف اٹھایا اور) پھر اسے لوگوں کی طرف جھکایا اور فرمایا:

اے اللہ گواہ رہنا! اے اللہ گواہ رہنا! اے اللہ گواہ رہنا! والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ (۷)

خطبہ کے بعد آپ ﷺ نے نماز ادا فرمائی، پھر موقف میں تشریف لا کر جبل مشاۃ کے سامنے قبلہ رو ہوئے اور شدید گریہ وزاری کے ساتھ غروب آفتاب تک دعا فرماتے رہے اسی مقام پر مشہور آیت: "**الیوم اکملت لکم دینکم اتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دیناً.**" (المائدہ: ۳) نازل ہوئی۔

۱۴/۱۳ کی درمیانی رات کے پچھلے پہر مکہ تشریف لائے، طواف وداع کیا اور نماز فجر ادا کرنے کے بعد مہاجرین داہل مدینہ کے ساتھ مدینے لوٹ گئے۔ کچھ عرصہ وہاں قیام کرنے کے بعد ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اس دینائے فانی کو خیر باد کہا۔

ماخذ و مراجع :

۱: حجة الوداع، پروفیسر ڈاکٹر نثار احمد، ص: ۱۰۳، بیت الحکمت، لاہور، پاکستان ۲۰۰۵.

۲: قاضی اطہر مبارک پوری، ہندوستان میں عربوں کی حکومتیں، ص: ۲۱.۲۲، ندوة المصنفين، دهلی ۱۹۶۷ء.

۳: حجة الوداع، پروفیسر ڈاکٹر نثار احمد، ص: ۱۳۴، بیت الحکمت، لاہور، پاکستان، ۲۰۰۵ء.

۴: اصح السير، ابو البرکات عبدالرؤف دانا پوری، ص، ۵۲۵، اصح المطابع، آرام باغ، کراچی، پاکستان.

۵: سید انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم، نعیم صدیقی، ص: ۲۰۸، مرکزی مکتبہ اسلامی پبلشرز، دھلی، ۱۹۹۷ء.

۶: سید انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم، نعیم صدیقی، ص: ۲۰۸، مرکزی مکتبہ اسلامی پبلشرز، دھلی، ۱۹۹۷ء.

۷: حجة الوداع، پروفیسر ڈاکٹر نثار احمد، ص: ۱۸۴.۲۹۷، بیت الحکمت، لاہور، پاکستان، ۲۰۰۵ء.

......☆☆☆☆☆......

اہل علم کی دلچسپی کے لئے مجلس التحقیق الفقہی کے مطبوعات

مرتب شدہ زیر نگرانی: مولانا سید نصیب علی شاہ الهاشمی (رحمه الله)

(1)......جدید مالیاتی نظام کا اسلامی تصور:

اسلامی مالیاتی نظام کا عملی خاکہ اہل علم وتحقیق کا فقہ اسلامی کی روشنی میں مالی نظام کی جدید تشکیل، اسلامی بنکاری اور دیگر تحقیقی مقالات جو کہ اسلام آباد فقہی سیمینار منعقدہ 2003ء میں پیش کئے گئے۔

کمپیوٹر طباعت: ریکسین جلد صفحات: 319 زر تعاون: 240 روپے

(2)......امام ابو حنیفہؒ کی محدثانہ حیثیت:

امام اعظمؒ بحیثیت ایک عظیم محدث و راوی فقہ کی اہمیت اور دیگر عنوانات پر اہل علم وتحقیق کے مقالات

کمپیوٹر طباعت: ریکسین جلد صفحات: 147 زر تعاون: 170 روپے

برائے رابطہ: ناظم دفتر مجلس التحقیق الفقہی جامعہ المرکز الاسلامی پاکستان ٹیرہ روڈ بنوں

......☆☆☆☆☆......